شاہ کارِ ادب: امراؤ جانِ ادا

ڈاکٹر ابوبکر رضوی
شعبۂ اردو، ٹی پی ایس کالج
پٹنہ۔۸۰۰۰۰۱

مرزا ہادی رسوا کا شاہ کا G ول ''امراؤ جان ادا'' بظاہر ای J طوائف کی H گی کو پیش G ہے لیکن اس کہانی کے پس I دہ رسوا نے ای J تہذ A کے زوال کی کہانی رقم کی ہے۔ اُس تہذ A کی جسے ہم گنگا جمنی تہذ A کہتے ہیں۔ یہ تہذ A کوئی سال دو سال I محیط نہیں بلکہ سینکڑوں سالوں میں دو مذاہب اور دو قوموں کی محنت، محبت اور ی J جہتی کے اختلاط سے پیدا ہوئی تھی اور لکھنؤ اس کا مرکز تھا۔ خورشید الاسلام لکھتے ہیں:

''امراؤ جان ادا کا موضوع زوال ہے۔ یہ زوال ای J خاص معاشرت کا ہے جو اودھ کے چند شہروں میں محدود تھی۔''

رسوا کا پورا G ول دراصل اسی زوال آمادہ تہذ A جس کی K ندگی اس عہد کا لکھنوی معاشرہ کر رہا تھا کی خوبصورت اور بہترین مصوری ہے۔ رسوا نے اس G ول میں امراؤ جان (ای J طوائف) سے اس کی H گی کے حالات کچھ اس طور سے بیان کروائے ہیں کہ قصہ اور پلاٹ سازی کا فطری ارتکاز بہ صورت آب رواں Gā ہے۔ امراؤ جان H گی بھر جن طوفان سے I سر پیکار رہی اس کی داستان اس شعر کے ساتھ بیان کرتی ہے۔

کس کو سنا k حال دل زار اے ادا
آوارگی میں ہم نے زمانے کی سیر کی

امراؤ جان ادا کی آوارگی کا قصۂ مختصر یوں ہے کہ امراؤ جان کا تعلق فیض G د کے ای J شریف گھرانے سے تھا۔ ان کے والد نے ای H معاش I وسی دلاور خاں کے خلاف گواہی دی تھی۔ جیل سے چھوٹنے کے بعد دلاور نے H لہ £ کی غرض سے آٹھ سالہ امیرن (امراؤ جان کے بچپن G م) کا اغوا کر لیا اور اسے لکھنؤ کی ای J طوائف خانم کے ہاتھوں G ۔ خانم نے امیرن کی I ورش I کی۔ امیرن کی طبیعت کو موسیقی اور ادب سے فطری لگاؤ تھا۔ ذہا A اور حسن قدرت نے G ہی تھا۔ دیکھتے دیکھتے امیرن امراؤ جان بن گئی۔ لکھنؤ کی مشہور طوائف۔ جلد ہی اس کی مقبولیت کا شہرہ دور دور J پھیل e ۔ یوں تو امراؤ کی H گی میں کئی افراد آئے لیکن گوہر مرزا اس کا پہلا عاشق ہوا۔ اس کے بعد نواب سلطان مرزا اس کی H گی میں داخل ہوئے۔ جس I وہ دل و جان سے نچھاور تھی۔ بعد میں امراؤ کے چکلے کی ای J لڑکی رام دئی نواب کی بیگم I ہے۔ نواب مرزا کے علاوہ امراؤ ای J ڈاکو فیض علی (فیضو) بھی فدا G ہے اور اسے بھگا لے G ہے۔ لیکن راستے میں وہ گھیر لیا G ہے۔ امراؤ کسی طرح جان بچا کر کا رپہنچتی ہے اور یہیں اپنا دھندا شروع کرتی ہے اور دیکھتے دیکھتے چھا جاتی ہے۔ لیکن خانم کے لوگوں کو پتہ چلتا ہے تو وہ اسے لکھنؤ واپس جانے I آمادہ کر £ ہیں۔ لکھنؤ میں وہ شاہی G ر سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ اسی اثنا میں غدر G ہے اور امراؤ لکھنؤ چھوڑ فیض G د چلی آتی ہے۔ یہاں بھی جلد ہی امراؤ جان شہرت کی بلندیوں I ہوتی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ای J دن وہ خود اپنے گھر مجرے کے لئے بلائی جاتی ہے جہاں اس کی والدہ اسے پہچان لیتی ہیں۔ H گی کے جس موڑ I ماں بیٹی کا ملن G ہے وہاں آ ð وں کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ دونوں خوب روتی ہیں، جی بھر کر روتی ہیں۔ ظاہر ہے اب فیض G د میں اس کا قیام ممکن نہیں تھا لہٰذا امراؤ جان ای GJ رہ کر

واپس شہر لکھنؤ کو آتی ہے۔ یہاں اکبر علی خاں جو اس کا پرانا شناسا تھا، اس کے ان برے دنوں میں معاون ہوتا ہے۔ اسی دوران ایک دن کہیں جاتے ہوئے امراؤ جان کی ملاقات دلاور خاں سے ہو جاتی ہے اور وہ اسے پہچان لیتی ہے۔ وہ پولس کو خبر دیتی ہے اور دلاور گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ جہاں بعد میں اسے پھانسی ہو جاتی ہے۔ آخری عمر میں امراؤ جان اپنی پرانی زندگی سے توبہ کرلیتی ہے اور زندگی کے بقیہ ایام عبادت و ریاضت میں گزار دیتی ہے۔

ناول کی کہانی تو یہی ہے لیکن اس کہانی کو بُنتے ہوئے رسوا نے جس منظر اور پس منظر کو پیش کیا ہے انہیں مناظر میں اس زوال پذیر معاشرے کی پوری تصویر پنہاں ہے۔ اردو ناول نگاری کے باب میں امراؤ جان ادا کو اس کے پلاٹ اور کردار نگاری کی وجہ سے پہلا سنجیدہ ناول تصور کیا جاتا ہے۔ ناول میں عمدہ پلاٹ اور نفسیاتی کردار نگاری کا خوبصورت نمونہ ملتا ہے۔ ان دونوں کے امتزاج اور تحلیل کے نتیجے میں ایک اچھا ناول وجود میں آتا ہے۔ اسی لیے امراؤ جان ادا ہنری جیمس کے اس خیال پر پورا اترتا ہے کہ ناول میں پلاٹ اور کردار نگاری کی تقسیم بے معنی ہے۔ ناول کا متوازن پلاٹ، کرداروں کی نفسیات، عمدہ منظر کشی اور مکالمہ نگاری کے کمال نے اسے لازوال بنا دیا ہے۔

امراؤ جان ادا اس ناول کی مرکزی کردار ہے جو اپنی سرگذشت سناتی ہے۔ اس کا ہر کردار پلاٹ میں ربط و تسلسل قائم رکھنے میں معاون ہوتا ہے۔ رسوا نے کرداروں سے مکالمے اس خوبی سے بلوائے ہیں کہ ان کی شکل اور حقیقی تصویر سامنے آتے ہیں۔ اس سے قصے میں فطری پن پیدا ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر میمونہ بیگم انصاری نے اس کے پلاٹ کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے: ''مرزا کا ناول ایک ایسا شعر ہے جس کا ایک لفظ اس خاص مقام سے ہٹانے سے سارا شعر درہم برہم ہو جاتا ہے۔''

امراؤ جان ادا کا کردار اس ناول کا بنیادی اور مرکزی کردار ہے جس کے گرد سارا قصہ گردش کرتا ہے۔ یہ کردار جہاں مرزا رسوا کی فنی مہارت کا بہترین نمونہ ہے وہیں اردو ناول کا پہلا سنجیدہ کردار بھی۔ یہ کردار زندگی کے نشیب و فراز کا ترجمان بھی ہے اور اس سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ بھی بخشتا ہے۔ یہ اس شریف النفس عورت کا کردار ہے جو زمانے کے مظالم کا شکار ہوتی ہے۔ جس کا وجود گناہوں کا شکار ہے لیکن روح پاکیزگی کا دامن نہیں چھوڑتی۔ بے شک یہ اردو ادب کا ایک عظیم اور لافانی کردار ہے۔ اس کے علاوہ خانم، حسینی بوا، گوہر مرزا، راشد علی نواب سلطان، فیض علی، خورشید، بسم اللہ جان، نواب چھبن کے کردار بھی اپنی جگہ مکمل کردار ہیں جو نقش چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ ذیلی کردار اپنا الگ وجود اور بیگانہ شناخت رکھتے ہیں۔ انہوں نے مختلف کرداروں کو مختلف طبقے کے نمائندے کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

مکالمے اور منظر کشی کے لحاظ سے بھی یہ ناول بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے مکالمے بے حد برجستہ اور چست ہیں۔ بعض فقرے تو ذہن و دل پر مرتسم ہو جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے کردار اپنے مکالموں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ مرزا رسوا کو زبان پر پوری دسترس حاصل ہے۔ ان کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فراق نے اس ناول کا ہندی ترجمہ کرتے ہوئے اس کا ایک لفظ بھی تبدیل نہیں کیا۔ صرف دیوناگری رسم الخط میں منتقل کر دیا۔ ان کے مطابق رسوا کی زبان اس ناول کی روح ہے۔ رسوا کے یہاں ظرافت کے اعلیٰ نمونے بھی ملتے ہیں۔ بقول آدم شیخ ''ان کی ظرافت جبڑے ہی نہیں کھولتی بلکہ روح میں لطیف گدگدی بھی پیدا کرتی ہے۔'' منظر کشی اور جزئیات نگاری تو ایسی کہ اس عہد کے رسوم و عقائد کی باریکیاں سمٹ آئی ہیں۔ ان ہی خصوصیات کی بنا پر امراؤ جان ادا کی حیثیت اردو ناولوں میں روشن مینار کی سی ہے۔

ناول ''امراؤ جان ادا'' کو اس لحاظ سے اولیت اور فوقیت حاصل ہے کہ اردو میں پہلی بار اتنے عمدہ اور گٹھے ہوئے پلاٹ کے ساتھ کوئی ناول منظر عام پر آیا۔ ناول کا پلاٹ بے حد مربوط، عمدہ، نہایت متوازن اور حسن ترتیب سے لبریز ہے۔ ناول کی کہانی ایک طوائف امراؤ جان کی سرگذشت ہے لیکن ناول کی ابتدا ہی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ امراؤ عام اور دوسری طوائفوں سے الگ مہذب، تعلیم یافتہ، ادب، شعور، ذوق اور ذرا مختلف طبیعت کی حامل ہے۔ اسے حالات نے ان بدنام گلیوں تک پہنچا دیا۔ جہاں کی چکا چوند کے پیچھے کبھی نہ ختم ہونے والی تیرگی اور گھنگھروؤں کی ہر لے سے درد کی کسک ابھرتی ہے۔ ناول کا اختتام امراؤ جان کے ایک خط سے ہوتا ہے جو اس کے ضمیر کی آواز ہی

نہیں تمام عمر کی I ٹ پ، بے چینی اور کرب کی غماز ہے۔ دراصل امراؤ I پ اغوا ہونے سے لے کر ادھیڑ عمر میں G A ہونے J جو کچھ L ری اسی کے ارد L دپورے G ول کا پلاٹ L j G e ہے۔ ڈاکٹر آدم شیخ لکھتے ہیں:

''اس قسم G ول جس میں کوئی کردار اپنی سرگذ C پیش G ہے، فارم G ہیئت کے لحاظ G ول پکارسک (PICARESQUE) کہلاتے ہیں، ان میں ا j تعمیری IG اتی IG پلاٹ ای گھٹن کام G ہے۔ کردار کی اD اد A کو اجا L کرنے کی دھن میں G ول نگار دوسرے کرداروں اور B وی واقعات سے ا ù ف نہیں کر GG ۔ اس طرح پلاٹ میں واقعات کی فطری اور منطقی I j ، پلاٹ کے A وتوازن ا G ول کی فضا کے IG اور ہم آہنگی I پ G ول نگار کی L فت ڈھیلی I پڑ جاتی ہے۔ اور پلاٹ میں E پیدا ہو G ہے۔''

امراؤ جان ادا میں رسوا کا کمال یہی ہے کہ انہوں نے چھوٹے چھوٹے واقعات G معمولی سے معمولی B ئیات کو L پلاٹ کا حصہ G ہے: تو اس کے پیچھے پلاٹ کی منطقی تعمیر G ربط کا تقاضا تھا۔ کہیں کوئی واقعہ بھرتی کا نہیں، کہیں کوئی منظر J سے خا G غیر فطری معلوم نہیں G ۔ G ول کے ابتدا کا یہ اقتباس دیکھیے:

'' ¥ ! مرزا صا @ ۔ آپ مجھ سے کیا چھیڑ چھیڑ کے پوچھتے ہیں۔ مجھ کم نصیب کی سرگذ C میں ایسا کیا مزا ہے جس کے آپ مشتاق ہیں۔ ا GJ شا G مراد، آوارہ، خا K ں GI د، ننگ خا H ان، عار دو جہاں کے حالات سن کر مجھے L امید نہیں کہ آپ خوش ہوں G پ دادا G م لے کر B وئی جتانے سے Hi ہ کیا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے G دبھی نہیں...... مرزا رسوا صا @ ! میں نے اپنے ما G پ کے گھر اور بچپن کی حا E کا پورا نقشہ آپ کے سامنے رکھ G ہے۔ اب آپ سمجھ ¦ ہیں کہ L میں اس عالم میں رہتی تو خوش رہتی GG خوش، اسے آپ خود قیاس کر ¦ ہیں۔ میر G قص عقل میں تو یہ G ہے کہ میں اسی حا E میں اچھی رہتی۔...........''

یوں تو یہ کہانی ا J طوائف کی روداد H گی ہے لیکن اس کا کینوس اتنا وسیع اور کشادہ ہے کہ اس میں پوری لکھنوی تہذ A ، اس عہد کا پورا معاشرہ، اس کے C وروز، اس کی خامیاں اور خوبیاں C کچھ اپنی پوری H گی اور G ئی کے ساتھ منعکس ہو e ہے۔ ایسا معلوم G ہے کہ اس عہد کا لکھنؤ اپنے پورے خیر وشر کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

رسوا G ول کی ابتدا میں مشاعرے ا G ول کے B میں خط کا استعمال کر کے پلاٹ کو سنوارنے اور اس کی تعمیر I j کا جو کام لیا ہے وہ ان کی ہنرمندی اور ذہا A کا مظہر ہے۔ جابجا اشعار کے استعمال سے رسوا نے لکھنو کے ادبی مذاق کی مصوری کی ہے بلکہ اس Tool کو استعمال کر کے کرداروں کے GK ت واحساسات کی بہترین I جمانی بھی کی ہے۔ مثلاً یہ دو اشعار

کس کو سنا k حال دل زار اے ?دا
آوارگی میں ہم نے زمانے کی سیر کی

اور

ابتدا آوارگی کی جوش و a کا j
ہم تو سمجھے ہیں GN صح کو سمجھا k گے کیا

امراؤ جان کی ذات کے کرب وا I راور دل کے نہاں خانوں میں پیدا ہونے والے ہیجان کو سمجھنے میں معاون ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ پلاٹ کے ربط وتسلسل میں اضافے G F بھی۔

مرزا ہادی رسوا سے قبل کے ار G ولوں I پ نگاہ ڈالیے تو ا G ولوں کی شنا @ کا ا J وسیلہ ان کی G ن بھی ہے IH کی شگفتہ تحر I یں ان G ولوں کی جان ہے۔ لیکن طوا E اور تصنّع A نے اسے لطف سے عاری کر G ہے۔ سرشار کے G ول فسانۂ لکھنوی G ن اور مکالموں سے

بھرےI پڑے ہیںGN ول اوراس کے کرداروں سے ہم آہنگ نہیں ہوسکے ہیں۔ اسی طرح شررG ولوں میں Iớnپ دازی کے خوبصورت نمونے ملتے ہیں لیکن یہاں بھی یہ کرداروں کوH گی بخشنے میںG کام رہی ہے۔ ان C کےI عکس مرزا ہادی رسوا کا کمال یہ ہے کہ اسلوب واظہار کی سطحI پر انہوں نے بے مثال کامG مہا Í G یہ ہے۔ ایJ طوائف کیH گی کا بیان اس نفیس اورG پ کیزہ پیرائے میں کیا ہے کہ قاری کو ایJ H ی سےD ت کی جگہ ہمدردی بلکہ محبت ہو جاتی ہے۔

رسوا کیG ن سادہ اور عام فہم ہے۔ تصنع اور تکلف سےG پ ک، مکالمے بے ساختہ اور دلکش، جاH اراورI جستہ ہیں۔ اکثر فقرے ذہن پرI مرتسم ہو جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ رسوا اپنے کرداروں کے ماحول، پس منظر اور نفسیات سے اس درجہ واقف ہیں کہ وہ فطریH از میں ان کیG ان بولتے ہیں۔ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ رسوا نے پہلیG ر اسلوب نگاری کا وہ نمونہ پیش کیG ول کا فن جس کا متقاضیG ہے۔ کئی موقعوں پرI رسوا نے ظرافت کی چاشنی سے کام لیتےE ہوئے لطیف گدگداہٹ پیدا کی ہے۔ بقول فراق گورکھپوری: ''رسوا کیG ن اسG ول کی روح ہے۔''

G ول کی تخلیق میں کردار نگاری کی اہمیت کاH از ہ اسG ت سے لگاG جا سکتا ہے کہ مشہورG ول نگار ورجینا وولف کا خیال ہے کہG دی G ول کرداروں کے متعلق ہوتے ہیں۔ دراصل واقعات افراد (کردار) کے بغیر روK نہیں ہو ¦ ۔ اچھا اورH ہ کردار وہG ہے جو ہمیں اپنی H گی سے قریبIA معلوم ہو اور اس کے نقش دلوںI اس طرح ثبت ہوںG ول کے دیگر تفصیلات وقت کیL دمیں گم ہو جا k A بھی وہ کردار دلوں میں روشن رہے۔

'امراؤ جان ادا' کا مرکزی کردار امراؤ جان اسی نوع کا کردار ہے۔ اس کا شمار اردو ادب کے عظیم اورG دگار کرداروں میںG ہے۔ یہی کردار اپنے آپ میں اتنا بھرپور، مکمل اورH گی سےI ہے کہ افسانےI حقیقت کا دھوکاG ہے۔ اور یہ فن کا معراج ہے۔ رسوا اس لحاظ سے کامیابL ین اور بلند المرتبJ فنکار ہیں کہ انہوں نے ایسےG ب کردار تخلیق کیےG ول میں امراؤ جان ہی نہیں دوسرے تمام کردار فن کردار نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

طوائف کا کردار تخلیقG ایJ مشکل امر ہے۔ لیکن رسوا اس وادیI خار سے اس طرحL رے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ رسوا کی امراؤ طوائف تو ہے لیکن عام طوائفوں سے الگ۔ ایJ وقار اور سنجیدگی لیے ہوئے۔ مہذب، تعلیمG فتہ، ادب اور موسیقی کا اعلیٰ ذوق ر ® والی۔ رسوا نے اسA کو کچھ اس طرحT اشا ہے کہ ēب کشائیJ اس کاL H ہ ہو چکاG ہےG ول کی ابتدا کے ساتھ ہی امراؤ جان کا کردار قاری کے ساتھ ایJ تعلق پیدا کرU ہے۔ یہ رشتہ ہمدردی، hJ اور درد کا ہےG ول کے ارتقا کے ساتھ قاری کو اپنیL فت میں لیG ہے۔ اG ول کے اختتامJ قاری امراؤ جان کا اسیر ہو چکاG ہے۔

اس کردار کی ایJ ی خوبی یہ ہے کہ حالات نے اسے طوائف تو بناG اس نے جسم اور حسن کا سودا تو کیا لیکن روحG پ کیزگیI حرف نہیں آنےG CKd بات اپنی پوری معصومیت کے ساتھ عمر کی ہر منزلI اس کے ساتھ کھڑی ā آتی ہے۔ بچپن کی امیرن کے بےفکری کے دن، سن شعور کو پہنچتے پہنچتے شادی کے خواب، خانم کے کوٹھے کیG پ ک اور ذ E آمیزH گی کے درمیان اس کےH رسے جھانکتی ایJ معصوم اور شریف النفس لڑکی، کسی کو ٹوٹ کر چاہنے اور کسی کے ہو جانے کی تمنا، ادب اور موسیقی کا گہرا شعور، مذہب اور اخلاقیات سے بے پناہ لگاؤ۔ یہ وہ عناصر ہیں جو اس کردار کو دوسروں سے مختلف، منفرد اور ممتاز کرتے ہیں۔

خانم کا کردار ایJ منجھی ہوئیG نکہ کا ہے۔ جو اپنے فن میں مشاق ہے۔ اس کی ذات اور مزاج کاH از ہ اس اقتباس سے بخوبی ہو جاG ہے:

> ''حضور کو نہیں معلوم کہ بیسیا k چار پیسے کی میت ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے یہ مثل نہیں سنی کہH ی کس کی جورو؟ ہم لوگ مروت کریں تو کھاk کیا۔ آپ کا گھر ہے میں f نہیں کرتیN آپ کو اپنی عزت کا خود ہی خیال

چاہئے۔‘‘

خانم کے کردارI پ خورشید الاسلام کا تبصرہ صادق G ہے کہ ’’وہ چندروا یG. توں کو دہرا کر اپنے e ہوں کی تلافی کر لیتی ہے۔اس طرح اس میں اور K ایسی مفاہمت ہو جاتی ہے B ااور سزI ایمان ر ہیں N اس ایمان کی حقیقت اس سے G دہ نہیں کہ ا ß ب میں سستی ہوئی G پ ن کھالیا‘‘

خانم کے اسی کوٹھےI پ ا ی J حسینی بوا بھی ہیں۔ یہ ا ی J نیک اور مشفق عورت کا کردار ہے۔جس کے دل میں ممتا ہی ممتا ہے۔حسینی بوا کی شفقت ،محبت اور ممتا کے GK ت تھے جس نے امراؤ جان کو سہار G اور اس کے ہر وہ زخم جو وقت نے دیئے تھےI مرہم کا کام کیا۔

گوہر مرزا کا کردار عبرت کی مثال ہے۔دراصل یہ لکھنو کے اس معاشرے کی تصI کشی G ہے جہاں نوابین ورؤسا اپنی عیاشی کے طفیل نہ جانے کتنی G جاI اولادیں چھوڑ جاتے تھے۔گوہر مرزا اس کی K ئندگی G ہے۔یہ امراؤ جان کا ہم سبق ہے اور ہم عمر بھی۔لہٰذا وہ امراؤ جان کو شروع دن سے بہت ستا G ہے۔اسے چھیڑ G ہے اس کے ساتھ شوخی G ہے۔رفتہ رفتہ یہ شوخی اور چھیڑ چھاڑ محبت میں H ل جاتی ہے اور ا ی دن وہ امراؤ کا گل چیں اول بن جا G ہے۔امراؤ جان کے ساتھ عمر بھر اس کا رشتہ رہتا ہے لیکن اس رشتے میں محبت کم غرض G دہ شامل ہے۔دوسرے لفظوں میں کہیں تو گوہر مرزا کا کردار ا ی J ’’بھڑوے‘‘ کا کامیاب کردار ہے۔

راشد علی کا کردار بگڑے نواب زادے کا کردار ہے لکھنؤ حصول علم کے لیے آتے ہیں۔لیکن جلد ہی لکھنو کی رنگین فضا کے اسیر ہو جا تے ہیں اور G پ دادا کی دو E دونوں ہاتھوں سے بے دریغ لٹاتے ہیں۔یہ امراؤ کے عشق میں G پ گل ہیں اور امراؤ اس کی ^ I پ فدا۔اس کے بعد نواب سلطان مرزا کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔یہ وہ خوب رو کردار ہے جسI پ امراؤ جان مرتی C ہے۔یہ ا ی J بھولے بھالے ab ن کا کردار رہے جو G داری سے ذرا کم واقف ہے۔محبت کا جواب محبت سے دینا تو چاہتا ہے N والدین G فرمانی کی اس میں ہمت نہیں ہے۔اسی طرح فیض علی (فیضو) ا ی J ڈاکو کا کردار ہے یہ ڈاکو ضرور ہے لیکن اس کے H رمحبت بھرا دل ہے۔وہ اپنے محبوب کے لیے چا H اور ستارے توڑ کر لاسکتا ہے۔اس کے علاوہ محمود علی اور اکبر علی کا کردار بھی ہے۔یہ دونوں کردار لکھنوی معاشرے میں آئی اخلاقی L اوٹ کے عکاس ہیں۔

خانم کے نگار خانے میں امراؤ جان کے علاوہ بسم اللہ،خورشید اور بیگا جان کے کردار بھی ہیں۔بسم اللہ خانم کی بیٹی ہے،خورشید کو قدرت نے حسن سے نوازا ہے تو بیگا کو آواز کا جادو بخشا ہے۔بسم اللہ کے عاشقوں میں نواب چھبن اور مولوی صا @ کے کردار بے حد دلچسپ اور مزاحیہ ہیں۔مولوی صا @ بسم اللہ کے ایسے عاشق ہیں کہ اپنے محبوب کا دل ر ® کے لیے وہ کچھ بھی کر ! ہیں۔ستر سال کی عمر میں بسم اللہ کی خواہش کے احترام میں درB I @ پ ڑھ جانے میں انہیں ذرا بھی G مل نہیں ہے۔رسوا نے ان کی عاشقی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> ’’دور دور سے لوگ ان سےI پڑھنے آتے تھے۔معقولات میں ان کا نظیر نہ تھا۔جس زمانے کا میں ذکر کر رہی ہوں سن شریف ستر سے کچھ کم ہی ہوگا۔نورانی چہرہ،سفید داڑھی......ان کی صورت دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ ا ی J چھٹی ہوئی شوخ نوجوان H ی I پ عاشق ہیں اور اس طرح عاشق ہیں۔‘‘

حاصل کلام یہ کہ رسوا نے اپنے کرداروں کو تخلیق کرتے ہوئے اس کے پس منظر کا خیال تو رکھا ہی ہے،جس نفسیاتی دروں بینی کا مظاہرہ کیا ہے وہ بے مثل اور قابل داد ہے۔

☆